THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۵۳ | مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

فہرست

مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔ حضور نے وہ رسالہ تحریر کرنا شروع فرما دیا ہے۔ جو پرنس آف ویلز کو بطور تحفہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کیا جائیگا۔

۴ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء کو جالندھر چھاؤنی کا ایک انگریز افیسر ٹیریٹوریل فوج کی بھرتی کے لئے آیا۔ تیس کے قریب اصحاب بھرتی ہوئے۔ جو ۹ کو چھاؤنی جالندھر میں حاضر ہونگے

پرنس آف ویلز کے لئے جو تحفہ تیار کیا جائیگا اس کا چندہ احمدیوں سے ایک آنہ فی کس کے حساب سے وصول کیا جا رہا ہے

نظم

حالات حاضرہ

مکرم منشی قاسم علیخان صاحب قادیانی رامپوری کی نظم جو انھوں نے سالانہ جلسہ پر پڑھی

کونسے وقت مرے رب کی عنایت نہ ہوئی
کونسے روز مگر مجھ کو شکایت نہ ہوئی
کونسے حال میں اللہ کی شفقت نہ ہوئی
مجھ سے کس لمحہ میں ناشکری نعمت نہ ہوئی
ایسی ساعت نہ ملی آہ! تغافل سے کبھی
ساتھ جو کیفر کردار کی شامت نہ ہوئی
خانۂ دل ہوا ایمان سے ایسا خالی
جسمیں دو روز بھی مہمان امانت نہ ہوئی
گلشن دہر میں کیوں دست خزاں کا ہے عمل
باغبانان گلستان سے ریاضت نہ ہوئی
شور و شر چار سو ہر گوشہ میں ہے فتنہ بپا
کونسی جان تہ مشق مصیبت نہ ہوئی
آنکھ کھلتی ہے تو ہر صبح سے کہتی ہے یہی
کیوں میری خواب کی تعبیر حکومت نہ ہوئی
نہیں بیفائدہ ہے بلکہ مضر اب یہ خیال
وقت عشرت جو تلاش رہ راحت نہ ہوئی
بن کے مسلم لیا انعام خلافت حق سے
آج کیوں چھن گیا اسپر کبھی حیرت نہ ہوئی
ڈالکر منہ تو گریبان میں دیکھو صورت
ہوس خود غرضی راہ میں تو بہت نہ ہوئی

پردۂ دین میں ہے راز حصول دنیا
اس عمل پر کبھی خلوت میں بھی خفت نہ ہوئی

کس نے پائی ہے زمانہ میں بتاؤ تو فلاح
پیشرو راستی رہبر جو صداقت نہ ہوئی

طلب جاہ میں کیا چھوڑی کبھی کی لذت
نفس کافر سے اگر ترک موالت نہ ہوئی

تجھ کو سوراج بھی دنیا کا ملا کیا حاصل
ملک میں جسم کے جو تیری خلافت نہ ہوئی

زیب تن ظاہرہ کھدر کیا ملبوس تو کیا
دور اگر پیرہن دل سے نزاکت نہ ہوئی

گو ابیل آپ کا مانا بھی زمیں والوں نے
سب ہے بیکار فلک پر جو سماعت نہ ہوئی

گرم بازاری ہڑتال ہے بے سود زیاں
جب خریدار حقیقی سے تجارت نہ ہوئی

نہ دنیا ہی کیا تم تارک شاہ دین ہو
آسمانوں سے تمہاری جو حمایت نہ ہوئی

ہند کیسا تمہیں حاصل ہے خدائی سوراج
ہو گئی ختم جو گاندھی کو رسالت نہ ہوئی

اہل قرآں کا ہو اب ثمن قرآں ہادی
کیا قیامت ہے کہ اب تک بھی قیامت نہ ہوئی

خادم دین بنے کعبہ کا پردہ رکھ کر
قبلۂ دل کی کبھی روز حفاظت نہ ہوئی

ملک و دولت کیلئے دین ہو دنیا پہ نثار
یہ تو مومن کی وفا شرط دیانت نہ ہوئی

خالی اعزاز حکومت بھی ہے شملہ کا خدا
پہلے لندن کے خداؤں سے ندامت ہوئی

امن ملجائے جو دنیا کو خدا سے لڑ کر
پھر تو یہ کھیل ہے احمدؐ کی نبوت نہ ہوئی

قادیانی کا یہ سوز غم ملت ہے فقط
ورنہ منکر پہ ادا کونسی حجت نہ ہوئی

جذبات پر قابو

"میں عنقریب ایک ایسی کتاب لکھونگا۔ اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دونگا۔ جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے" (الحکم جلد ۱۲ ص۱۲۰ ۱ ص۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا چیلنج منظور

۳۰۰ تین سو روپیہ جمع کرائیں

۵ر جنوری کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے "جھوٹوں کا ہرگز اعتبار نہ کرو" کے عنوان سے ایک نہایت سخت مضمون لکھا ہے جس میں دریدہ دہنی سے حضرت مسیح موعود کی ذات ستودہ صفات پر حملہ کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ اگر صحاح ستہ کے مصنفوں میں سے کوئی زندہ ہوتا۔ تو مرزا قادیانی اور ان کے اتباع کو واضعین احادیث میں لکھ کر ان کی کل روایات کو موضوع بتاتے۔

پھر اس دعویٰ کی دلیل یہ دی ہے کہ نہ صرف مرزا خدا بخش مصنف عسل مصفی۔

"بلکہ مرزا صاحب خود بدولت اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت سے یہ حدیث لکھی ہے۔ یعنی جو نے

اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن السنتھم احلی من العسل " (الحدیث)

× × × × × × حالانکہ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں

یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین۔

پھر اس پر بڑے زور سے چیلنج دیا ہے کہ:۔

"اگر تم مرزا صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۰ کسی کتاب سے دکھا دو۔ تو لودھیانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا گیا" (اہلحدیث ۱۳ر جنوری صفحہ ۱۲ کالم ۲)

ہم بڑی خوشی کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ وہ تین ۳۰۰ سو روپیہ جمع کرادیں۔ اور ایک معقول مجلس میں جس میں فریقین کے آدمی مساوی ہونگے پہلے آپ کے چیلنج کے الفاظ پڑھے جائینگے۔ پھر ہم خدا کے فضل سے نہ صرف کسی کتاب سے بلکہ مشہور کتاب حدیث سے ہی یہ الفاظ دکھا دینگے۔

"یخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین"

الفاظ دکھانے پر تین ۳۰۰ سو روپے الفضل کے قائمقام کے حوالے کرنے ہونگے۔ مگر مجھے اسوقت ایک حدیث یاد آرہی ہے۔ جس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جواب سردار اہلحدیث بن رہے ہیں۔ اپنی تحریر پر قائم نہیں رہینگے۔ اور جس طرح بھی ہو سکے۔ اس مباہلہ کو ٹلنے کی کوشش کرینگے۔ اور کچھ ایسی شرطیں لگائینگے۔ جس سے بچاؤ ہو سکے بہرحال ایک دفعہ اور دنیا پر ثابت ہو جائیگا۔ کہ ثناء اللہ کو حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کے مقابلہ میں سخت ہزیمت ہوئی۔

(اکمل قادیان - ۷ر جنوری ۱۹۲۲ء)

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے اطلاع

جن اصحاب کرام نے ازراہ عنایت و محبت رسالہ مسلم سن رائز (شمس الاسلام) امریکہ کے واسطے چندہ یا امدادی رقم جناب ناظر تالیف کو یا صاحب افسر بیت المال کو دی ہے ان کی اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے۔ کہ تاحال مجھے کوئی رقم یا فہرست چندہ دہندوں کی صاحبان ناظر و بیت المال نے ارسال نہیں فرمائی۔ فہرست اور رقم کا انتظار ہے۔ ان کے پہنچنے پر انشاء اللہ فوراً چندہ دہندگان کو رسالہ اور شکریہ بھیجا جائیگا۔ تشفی رکھیں والسلام۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ از امریکہ

۲۵ر نومبر ۱۹۲۱ء

ہندوستان سے باہر رہنے والوں کو اطلاع

بہت سے ایسے دوست ہیں جو افریقہ یا عراق عرب بغداد میں تشریف فرما ہیں۔ اور ان کا چندہ الفضل ختم ہے۔ ہم بذریعہ خطوط بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ اس پرچہ کے بعد جن دوستوں کا پرچہ نہ ملے۔ وہ یہی سمجھ لیں۔ کہ جب تک ان کی طرف سے قیمت نہیں پہنچیگی۔ اخبار الفضل بند رہیگا۔

(مینجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۹ر جنوری سنہ ۲۱ء

جماعت احمدیہ کا مرکزی سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۲۱ء

جلسہ کا پہلا دن - ۲۶ر دسمبر

دوسرا اجلاس

نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھائیں۔ اور پھر سٹیج پر تشریف لائے۔ تلاوت ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے کی۔ اور نظم جناب مولوی محمد نواب خان صاحب ثاقب نے پڑھی۔ جو شائع ہو چکی ہے۔ اور ہماری تعریف کی محتاج نہیں۔ اس نظم نے تمام مجلس کو محظوظ کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے روئے مبارک پر پسندیدگی اور خوشنودی کے آثار ظاہر تھے۔ حاضرین کے چہروں سے ابھی اس خوشی کے آثار ظاہر تھے۔ اور مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ کہ ایک شخص سٹیج کی جانب مغرب کمل اوڑھے کھڑا ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے بولنے کی اجازت مانگی۔ حضور کے اجازت دینے پر اس نے کہا۔ کہ ایک میری عرض بھی سنی جائے کہ میرا چودہ سو روپیہ امرتسر کے سٹیشن پر چورایا گیا۔ ناظر امور عامہ تلاش کر کے نہیں دیتا۔ اس نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ میرے روپے کے ضائع ہونے کا وہی ذمہ وار ہے۔ میرا فیصلہ کرایا جائے۔ ورنہ میں مرتا ہوں۔ یہ کہکر اس نے اپنے ہاتھ نکالے۔ جنمیں ایک آہنی زنجیر تھی۔ اور اوپر کا کمل پھینک کر برہنہ جسم کر کے کندھوں پر ایک آدھ دفعہ اس نے ماری۔ جو حضرت اقدس کے ارشاد کے ماتحت اس کے ہاتھ سے چھین

لی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے نہایت غصہ کی حالت میں کہ آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ سرخ انار کی طرح چمک رہا تھا۔ اس سے مخاطب ہو کر تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ تمہاری یہ حرکت تمہاری حالت کا پتہ دیتی ہے جو جان کو مارتا ہے۔ وہ سیدھا جہنم میں جاتا ہے۔ تمہارا دماغ شریعت کے اس فیصلہ کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو ایک انسان کے فیصلہ کو کہاں سمجھ سکتا ہے۔ ناظر امور عامہ انسان ہے تمہیں اس کے فیصلہ پر اعتراض ہے۔ مگر جس کو خدا کے فیصلہ پر اعتراض ہو۔ وہ ناظر امور عامہ کے فیصلہ پر اگر اعتراض کرے۔ تو کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ حالانکہ یہ سیدھی بات تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو خودکشی کرتا ہے۔ وہ سیدھا جہنم میں جاتا ہے۔ دہریہ کو نجات ہو سکتی ہے مگر خودکشی کرنے والوں کو نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ دہریہ کے لئے توبہ کا موقع ہوتا ہے۔ مگر خودکشی کرنیوالا اس آخری دروازہ کو اپنے اوپر بند کر لیتا ہے۔ تمہاری یہ حرکت ظاہر کرتی ہے۔ کہ یا تو تمہاری عقل میں فرق آگیا ہے یا تم نے شرارت کی ہے۔ کہ اس طرح لوگوں پر اثر ڈالو۔ دونوں باتوں میں سے ایک ضرور ہے۔

اس شخص نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ خودکشی حرام ہے۔ فرمایا۔ کہ یہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ عورتیں تک جانتی ہیں۔ اور تم سالہا سال سے قادیان میں رہتے ہو۔ اور تمہیں معلوم نہیں۔ بہر حال میں تحقیقات کرونگا۔ کہ تمہاری کیا حالت ہے۔ یہ لوگ میرے مرید ہیں۔ میرے حاکم نہیں (اس فقرہ پر "بے شک" "بے شک" کے الفاظ سے جلسہ گاہ گونج اٹھی) کہ تم ان پر اثر ڈالکر کوئی بات کراسکو۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اگر میں مرنے کے گھاٹ اترنے کا حکم دوں۔ تو انہیں عذر نہ ہوگا۔ (آوازیں آئیں ہم بالکل تیار ہیں۔ حضور کا جو حکم ہو) میں نے سنا تھا کہ تم نے کہا ہے۔ کہ میں پیغام میں مضمون چھپواؤنگا اس سے بھی شک ہوتا ہے۔ کہ یہ شرارت ہے۔ لیکن میں ابھی فیصلہ نہیں کرتا۔ جلسہ کے بعد تحقیقات کرونگا۔

اسقدر فرمانے کے بعد حضور کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک واقعہ ہے

کہ آپ نے فرمایا کہ خدا نے آپ کو لیلۃ القدر کا علم دیا۔ وہ لیلۃ القدر جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہزار رات سے بہتر ہے۔ مگر جب آپ باہر آئے۔ تو دو آدمیوں کو لڑتے دیکھ کر فرمایا۔ تمہارے اس جھگڑے کی وجہ سے بھول گئی ہے۔ اس جھگڑے سے اُمت کا جس قدر نقصان ہوا اس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ اور دو آدمیوں کی جنگ نے ہزارہا سال کی عبادت کو اُمت سے ضایع کرا دیا۔

چونکہ اسوقت مجھے غصہ سے بولنا پڑا۔ کیونکہ جو کچھ اس شخص نے کیا ہے۔ وہ شریعت کے خلاف ہے۔ یا تو وہ جنون کے باعث ہے یا شرارت کے باعث کہ جس سے جماعت میں تفرقہ پڑے۔ اور کارکنوں پر بدظنی پیدا ہو اسلئے میرے حلق میں تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ اسوجہ سے ممکن ہے۔ کہ میں وہ باتیں جو آپ صاحبوں کو اس دفعہ سنانا چاہتا تھا۔ نہ سنا سکوں۔ ناظر امور عامہ انسان ہے۔ اس کے فیصلے پر اگر کوئی خوش نہ ہو۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو خدا کے فیصلہ پر خوش نہیں ہوتے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسے لوگ تھے۔ جو آپ کے فیصلہ پر مطمئن نہ تھے۔

اس شخص نے جو اپنے نقصان کا واقعہ بیان کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ جب غیر احمدیوں کا یہاں جلسہ ہونا تھا۔ اسوقت حالات معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو جس کا نام محمد حیات ہے۔ ہم نے امرتسر بھیجا تھا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ وہ اور میں اکٹھے سٹیشن پر اترے اور چودہ سو روپیہ مالیت کی پوٹلی اس نے اپنے سر پر رکھی ہوئی تھی۔ اول تو یہی ظاہر ہے۔ کہ کسی شخص کے پاس اتنی رقم ہو اور وہ اس بے احتیاطی سے رکھے بہر حال یہ کہتا ہے۔ کہ ایسا ہی تھا۔ اس شخص کو جس پر الزام لگاتا ہے۔ ہم نے امرتسر بھیجا تھا۔ کہ مخالفوں کے جتھے کے ساتھ ملکر آئے۔ اور ان کی باتیں معلوم کرے۔ اسلئے کہ انھوں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ حضرت صاحب کی قبر کھود کر خراب کریں۔ ایسے وقت میں اس شخص نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ ہم نے اسکو کہا تھا کہ کسی احمدی سے نہ ملنا۔ اور اگر کوئی احمدی ملے تو اپنے منہ پر کپڑا ڈالکر پیچھے گذر جانا۔ یہ شخص کہتا

ہے۔ کہ اس محمد حیات نے امرتسر میں اس سے منہ چھپالیا اب ہم نے دیکھا اور تحقیقات کی۔ ہمارے نزدیک اسپر کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا۔ اس کا یہ کہنا کہ فیصلہ میرے حسب منشار کیوں نہیں ہوا۔ تو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ پر بھی لوگ مطمئن نہ تھے ایک نے کہدیا تھا کہ رسول اللہ اپنے بھائی کی رعایت کرتے ہیں۔ جس شخص نے ایسے نازک وقت میں اپنی جان جوکھوں میں ڈالی۔ اور اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ ہم اسکو بلا کسی وجہ کے کیسے مجرم ٹھہرا سکتے ہیں۔

مَیں اسوقت ایک خوشخبری سنانا چاہتا تھا۔ مگر اب غصہ کی حالت میں خوشخبری سنانا اچھا نہیں معلوم ہوتا (اسپر آوازیں آئیں کہ حضور سنائیں۔ حضور نے فرمایا) کل دیکھا جائیگا۔ اور اس کے بعد حضور تشریف لے گئے۔

رپورٹ نظارت تعلیم وتربیت

ابینہ تعلیم وتربیت کی رپورٹ ماسٹر علی محمد صاحب ناظر تعلیم وتربیت کے بھائی ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر نے کہیں کہیں سے سُنائی جیسی قابل ذکر باتیں یہ ہیں کہ ابن فی القرآن کا جو سلسلہ جاری کیا گیا تھا۔ اسمیں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ اب یہ کام جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس دفعہ خرچ آمد سے زیادہ ہوا یعنے چودہ ہزار۔ اس محکمہ کے ماتحت سکولوں کی تعداد ۴۹ تھی۔ جن میں ۹ زنانہ اور ۱۰ نائٹ سکول تھے۔ مگر اب سکولوں کے بیشتر حصہ کو خرچ ہم نہیں دینگے۔ گو وہ ہمارے ماتحت ہونگے۔ کیونکہ ان کو گرانٹ ہمارے تعلق کی وجہ سے مل سکیگی۔ مشرقی افریقہ سے دو طالب علم آنا چاہتے تھے۔ مگر خرچ کی مشکلات کی وجہ سے انکو روک دیا گیا۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحب قرآن و حدیث کا درس مسجد مبارک میں دیتے رہے ہیں۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل حضرت اقدس کی کتب کا درس دیتے ہیں۔ امسال ۴۶ کتب کا درس دیا۔ امسال حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب کا امتحان بھی لیا جائیگا اس محکمہ کے ماتحت ایک یتیم خانہ ہے۔ جس کے منتظم جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق ہیں۔ یتامیٰ کی تعداد ۲۲ ہے۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب پچاس روپیہ ماہوار مستقل اس مد میں دیتے ہیں۔ پچھلے سال شیخ مشتاق حسین صاحب نے لڑکوں کو وردی اور صدریاں بنوا کر دیں۔

رپورٹ نظارت تعلیم وتربیت تین بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوئی ؛

سیرت مسیح موعودؑ

اب جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر بعنوان "سیرت مسیح موعود" تھی۔ آپ نے پہلے سورہ المؤمن کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا۔ اور کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میرا مضمون سیرت مسیح موعود کے متعلق ہے پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو شروع کروں۔ میں بتادینا چاہتا ہوں۔ کہ سیرت کسے کہتے ہیں۔ اور میرے مضمون سے سیرت کے کس حصہ کا تعلق ہے۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔ اور "سیر" سے نکلا ہے "سیرۃ" کے معنے ہیں۔ "چال" یعنی وہ طرز وطریق جس پر کوئی انسان اپنی زندگی بسر کرے۔ سیرت کہلاتا ہے۔ اسلئے کسی شخص کی زندگی کا کوئی خاص واقعہ سیرت نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک واقعات کا سلسلہ جس کے ماتحت کسی شخص نے زندگی بسر کی ہو۔ وہ سیرت کہلائیگا۔

سیرت میں جو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں ایک مقصود ہوتی ہیں۔ اور ایک غیر مقصود۔ غیر مقصود میں نسب۔ مکان وغیرہ کا بیان ہوتا ہے۔ اور مقصود اس کے افعال وحالات ہوتے ہیں۔ میرے مضمون کا تعلق سیرت کے اس حصہ سے ہے کہ حضرت صاحب نے مخالفین کے مقابلہ میں جو صبر و استقلال وتحمل دکھلایا اُسے بیان کروں۔ اور وہ قربانیاں دکھاؤں۔ جو حضور نے کیں۔ مضمون کے بیان کرنے سے پہلے تمہیداً بتاتا ہوں کہ دنیا میں قربانی کی بڑی قدر ہے اور قربانی ہمیشہ بڑی عزت سے دیکھی جاتی ہے۔ حضرت مسیح ناصری کے واقعہ صلیب پر عیسائیت کی تو بنیاد ہے ہی لیکن اس واقعہ نے دنیا کی آبادی کے بہت بڑے حصہ کو اپنا گرویدہ کر لیا ہے۔ اور مسلمانوں میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے جو اثر پیدا کیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ حضرت امام حسین کی عمر کا نمایاں واقعہ واقعۂ کربلا ہے یہاں میں ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ قربانی کے یہی معنے نہیں کہ کوئی شخص مارا جائے۔ بلکہ تمام مصائب اور تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا اور ان سے پیچھے نہ ہٹنا قربانی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے زمین پر لٹا دیا۔ اور چھری چلانی چاہی۔ گو ان کی چھری نہ چلی تھی۔ مگر ان کے اس عزم صمیم کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ قد صدقت الرؤیا۔ اے ابراہیم تو نے اپنی رؤیا کو پورا کر دیا۔ اور تو نے اپنے اکلوتے فرزند اسماعیل کو قربان کر دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ لوگ اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کہ قربانی قتل ہو جانے کا ہی نام نہیں بلکہ اپنے آپ کو پیش کر دینے اور تمام تکالیف کو برداشت کرنے کا نام ہے۔ خواہ پھر جان جائے یا بچ جائے۔ آنحضرتؐ کی قربانیوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح کی قربانی کو دیکھتے ہیں۔ اور امام حسین کی قربانی کو بڑی ٹھہراتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود ہر میدان میں مظفر ومنصور ہوئے۔ اسلئے لوگوں کی آپ کی قربانیوں پر نظر ہی نہیں پڑتی۔ مَیں اس تقریر میں اور اس تھوڑے وقت میں بطور نمونہ حضرت اقدس کے صبر وتحمل کے چند نمونے پیش کرونگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود کی آمد کا مقصود کیا تھا جبکہ قرآن وحدیث موجود تھے؟ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ مگر قرآن حدیث کی تعلیم پر جب تک کوئی نمونہ بنکر دکھانیوالا نہ ہوتا۔ اس وقت تک دنیا ان سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتی تھی۔ لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ اسلام تلوار سے پھیلا خدا نے اسلامی سلطنتوں کو ان کی نااہلیت کی وجہ سے مٹا دیا۔ اور تلوار ان سے چھین لی۔ تاکہ دکھا دے۔ کہ اسلام تلوار کا محتاج نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو بغیر تلوار کے بھیجا۔ کہ آپ اپنے نمونہ سے صبر وحلم اور استقلال اور قربانی سے اسلام کو دنیا پر نمایاں کر کے دکھائیں۔

اب میں اصل مضمون سے پہلے ایک ضرورت سے یہ بتا دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی والدہ ماجدہ کا نام عموماً لوگوں کو معلوم نہیں۔ اسلئے میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی والدہ ماجدہ کا

نام چراغ بی بی تھا۔ دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا۔ گویا ان کے شکم سے دنیا کو امن کی تعلیم دینے والا پیدا ہو گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تعلیم لائے۔ جو امن وامان کی تعلیم ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی والدہ ماجدہ کا نام چراغ بی بی تھا جس کا مطلب ہے۔ کہ چراغ بی بی کے بطن مبارک سے ایک فرزند ایسا پیدا ہو گا کہ دنیا میں نورانیت اور روشنی پھیلائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ٭

اس کے بعد میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس کے والد ماجد کا نام (۱) میرزا غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام (۲) مرزا عطا محمد تھا۔ اور پردادا کا نام (۳) میرزا گل محمد تھا۔ حضرت اقدس کی زندگی کا بچپن کا زمانہ تعلیم اور بعد کا چند سالہ زمانہ والد ماجد کے ارشاد کے مطابق سیالکوٹ میں ملازمت میں صرف ہوا۔ مگر آپ کو ملازمت وغیرہ کی طرف طبعی رغبت نہ تھی۔ چونکہ آپ کے والد اس علاقہ کے رئیس تھے۔ اور وہ چاہتے تھے کہ اس علاقہ کو دوبارہ حاصل کریں۔ اسلئے ان کا خیال تھا کہ کسی طرح ملازمت وغیرہ کے ذریعہ یہ مقصد حاصل کرنا چاہیئے۔ پس آپکا ملازمت کرنا محض والد کے حکم کی فرمانبرداری میں تھا۔ ورنہ آپ کی طبیعت کا ابتدا ہی سے یہ تقاضا تھا کہ یاد خدا میں وقت صرف کریں۔ چنانچہ حضور نے سیالکوٹ سے اپنے والد کو پارسی زبان میں ایک خط لکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا میں ہر طرف موت کی گرم بازاری ہے۔ اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور خدا سے غفلت بڑھ گئی ہے۔ اسلئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں۔ کہ اپنی بقیہ زندگی یاد خدا میں صرف کروں ٭

ہر کہ در یاد کسے صبح کند شامے چند

میں نے حضرت اقدس سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر خدا تعالےٰ مجھے پوچھے۔ کہ تو کیا چاہتا ہے۔ تو میں عرض کرونگا کہ مولا میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک حجرہ ہو اور تیرا خیال ہو۔ مجھے تو اس ذوق نے پکڑ کے نکالا ہے ٭

حضرت اقدس کے والد صاحب کا خیال تھا کہ چونکہ اس میرے لڑکے کا دنیا کی طرف خیال نہیں ہے۔ اسلئے کہیں یہ بھوکا ہی نہ مر جائے۔ اسلئے انھوں نے اپنے بڑے صاحبزادے کو وصیت کی تھی۔ کہ ان کے کھانے پینے کا خیال رکھنا۔ جب حضرت صاحب کے والد صاحب فوت ہوئے تو حضرت اقدس شادی شدہ تھے۔ مگر آپ کو جائداد وغیرہ کا کوئی خیال نہ تھا۔ چنانچہ باوجود برابر کے حصہ دار ہونے کے حالت یہ تھی کہ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے ایک دفعہ کچھ رقم کسی کتاب کے خریدنے کے لئے مانگی۔ تو انھوں نے کہا کہ آپ کچھ کام تو کرتے نہیں۔ اور روپیہ مانگتے ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ آپ کو اپنی جائداد کا علم ہی نہ تھا۔ تھا مگر آپ کی اس طرف توجہ نہ تھی۔ لیکن ایک دفعہ آپ کو جائداد کا خیال آیا ہے۔ اور اسوقت آیا ہے۔ جب دین کے لیے اس کی ضرورت پڑی۔ اپنی ذاتی ضروریات کے وقت نہیں آیا۔ چنانچہ جب حضور نے براہین احمدیہ کتاب تائید اسلام میں لکھی۔ تو اس کے ساتھ حضور نے انعامی اشتہار شایع فرمایا جس میں لکھا کہ اگر کوئی ان دلائل کا جواب دے۔ تو میں اسکو اپنی دس ہزار روپیہ قیمتی جائداد دیدونگا ٭

اب میں اصل مضمون شروع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھمت کل امۃ برسولھم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق فاخذتھم فکیف کان عقاب (المومن رکوع ۲) کہ ہر ایک اُمت نے چاہا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں۔ اور باطل کے ساتھ اس سے جنگ کی۔ تاکہ حق کو لڑکھڑا دیں۔ مگر ہم نے ان مخالفوں کو پکڑا۔ پھر دیکھ لو کہ ہم نے اس نبی کے مخالفوں کو کیسی سزا دی۔

اس آیت میں سے میرا مضمون "لیاخذوہ" کی تفسیر ہے یعنی ہر ایک اُمت نے اپنے نبی کو پکڑنا چاہا۔ اس کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ نے کیا کیا۔ اسوقت میرے مضمون سے تعلق نہیں رکھتا۔ ان واقعات کا جو میں اس مختصر وقت میں بیان کرونگا۔ اقارب و غیر اقارب دونوں سے تعلق ہے۔ اقارب میں رشتہ دار اصل و فرع بھی شامل ہیں۔ اصل کی طرف سے آپکو جو تکالیف پہنچائی گئیں۔ انمیں سے ایک واقعہ کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ مسجد مبارک جو حضرت اقدس مسیح موعود کے دار کے ساتھ ملحق ہے۔ اس کا جو راستہ مہمان خانہ کی طرف سے آتا ہے۔ اس کے آگے حضور کے چچازاد بھائیوں نے دیوار کھینچ دی۔ آپ لوگوں میں سے جو نئے ہیں۔ اس تکلیف کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جو اسوقت دیوار کی وجہ سے حضرت اقدس اور احمدیوں کو ہوتی تھی۔ چنانچہ مسجد مبارک میں آنا ضروری ہوتا تھا۔ اسواسطے آنے والے آتے تھے۔ مگر سیدھے رستے سے بوجہ دیوار حائل ہونے کے نہیں آ سکتے تھے اسلئے انکو ایک بڑا چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا۔ یعنی حضرت خلیفہ اول کے مکان کے سامنے اور بڑ کے درخت کے نیچے سے ہو کر تمام چکر کاٹتے ہوئے مرزا سلطان احمد صاحب کے مکان کے اوپر سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان کے سامنے سے مسجد مبارک کے نیچے سے ہو کر پھر آنا ہوتا تھا۔ مگر راستہ کی جو حالت آپ اب دیکھتے ہیں۔ وہ نہ تھی۔ بلکہ آج سے مختلف تھی۔ یعنی بارش کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی اس راستہ میں پانی کھڑا رہتا تھا۔ اور بارش میں اور زیادہ ہوتا تھا۔ جس میں سے گذر کر بمشکل مسجد میں احباب پہنچتے تھے حضرت اقدس فرماتے تھے۔ کہ اس دیوار سے ہمیں یہ تکلیف پہنچی ہے۔ کہ ہمارے مہمانوں کو تکلیف پہنچتی ہے ٭

اسوقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے سامنے ڈھاب ہوتی تھی۔ جو اب بہت پُر ہو گئی ہے۔ اور اکثر دفاتر۔ مکانات و مدرسہ احمدیہ اسی ڈھاب کو پاٹ کر بنائے گئے ہیں۔ حالت اسوقت یہ تھی۔ کہ لوگ ڈھاب میں سے مٹی بھی نہیں لینے دیتے تھے۔ اور ٹوکریاں وغیرہ چھین کر لے جاتے تھے۔ مہمانوں کی تذلیل کسی مذہب میں بھی جائز نہیں مگر یہاں کے لوگ حضرت اقدس ع کے پاس آنے والے مہمانوں کی سخت تذلیل کرتے تھے۔ اور جب وہ رفع حاجت کے لئے کھیتوں وغیرہ میں جاتے تھے تو یہ لوگ اسمیں نہ صرف رکاوٹ ڈالتے تھے۔ بلکہ کہتے تھے۔ کہ اٹھا کر لے جاؤ۔ جب منارۃ المسیح بننے لگا۔ تاکہ خدا کا نام اسپر سے بلند کیا جائے۔ تو اس کی ہندوؤں نے اسلئے مخالفت کی تھی۔ کہ ان کے گھروں کی بے پردگی ہو گی۔ حالانکہ بڑے بڑے شہروں میں بلند سے بلند عمارتیں ہیں۔ مگر وہاں کوئی اس عذر سے کسی کی مخالفت نہیں کرتا مگر یہاں کے ہندوؤں نے اس بارے میں بڑی مخالفت کی کہ کوئی احمدی مکان بناتا تھا۔ تو گاؤں کے لوگ لاٹھیاں لیکر آ جاتے تھے کہ ہم مکان نہیں بنانے دینگے۔ یہ سلوک تھا قادیان کے لوگوں کا حضرت مسیح موعود اور آپکے پیروؤں سے ٭

اب ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ہم مذہب یعنی غیر احمدی علماء کو دیکھتے ہیں۔ ہر ایک نبی کی یہ خواہش رہی ہے کہ میری امت کے لوگ آنے والے نبی کو مان لیں۔ کیونکہ اسے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ نبی کو اپنا دعوےٰ منوانے میں کس قدر تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے وہ آنے والے کے حق میں پیشگوئی کر دیا کرتا ہے۔ مگر جب وہ نبی آتا ہے تو پہلے نبی کے ماننے والے آنے والے کی مخالفت پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی سنت کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ میری امت میں سے ایک شخص امت محمدیہ اور تمام جہان کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوگا۔ مگر جب یہ وعدہ الٰہی پورا ہوا تو سب سے پہلے کافر بنانے والے یہی علماء امت ہو گئے۔ ان لوگوں نے نہ صرف تکفیر پر بس نہ کی۔ بلکہ یہ بھی فتوے دیا کہ ان کا مال لینا جائز۔ ان کی بیویاں بغیر طلاق مسلمانوں پر جائز ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اگر ان فتووں پر عمل ہو تو غور کرو کیا اندھیر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ اگر ہم اس گورنمنٹ کے ماتحت نہ ہوتے۔ بلکہ کسی مسلمان کہلانے والی سلطنت میں ہوتے۔ تو ہمیں روز خبریں ملا کرتیں کہ آج فلاں دوست قتل ہو گیا۔ اور آج فلاں مارا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے پر سب سے پہلے جس شخص نے فتوے کفر لگایا۔ وہ مولوی محمد حسین بٹالوی تھا۔ براہین کے وقت لدھیانہ کے مولویوں نے جو فتوے لگایا تھا۔ اس کا وہ اثر نہ تھا۔ مگر اس شخص نے نہ صرف خود فتویٰ لکھا بلکہ ہندوستان پنجاب کے تمام بڑے بڑے مولویوں سے فتوے کی تصدیق لکھائی۔ لدھیانہ میں اس سے مباحثہ بھی ہونا قرار پایا مگر اس بندۂ خدا نے پندرہ دن ادھر ادھر کی باتوں میں صرف کر دئے۔ لوگ تنگ آ گئے۔ گورنمنٹ کے پاس حضرت اقدسؑ کی شکایتیں کی جاتی تھیں۔ کہ یہ شخص باغی ہے۔ کیونکہ مہدی ہونے کا مدعی ہے۔ جب حضرت اقدسؑ نے اس کے متعلق دیکھا کہ یہ نہ مباحثہ کرتا ہے۔ نہ مباحثہ کے لئے آتا ہی۔ تب آپؑ نے خدا سے علم پاکر اس کی ذلت کی پیشگوئی شائع فرمائی۔ اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی نے ایک چھری بنائی جس کو ہر وقت وہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں نے یہ اس لئے بنوائی ہے۔ کہ مجھے مرزا صاحب قتل نہ کرا دیں۔ پھر وہ چھری لیکر بٹالے کے تھانیدار کے پاس گیا کہ اس چھری کا رکھنا خلاف قانون تو نہیں۔ پھر پولیس والوں نے حضرت اقدس پر مقدمہ کھڑا کیا۔ کہ ان سے امن کا مچلکہ لیا جانا چاہئے۔

یہاں بھی وہ آیت ہمیں اپنی تفسیر دکھا رہی ہے۔ کہ ہمت کل امۃ برسولهم لیاخذوہ۔ لوگوں نے چاہا کہ آپؑ کو پکڑ لیں۔

علماء کے علاوہ مسلمانوں میں ایک اور گروہ مشائخ کا ہے۔ مشائخ میں سے پیر مہر شاہ گولڑے والے نے آپؑ کے خلاف جو کچھ کیا وہ بھی اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔ پیر مذکور نے ایک کتاب شمس ہدایہ حیات مسیحؑ کے ثبوت میں لکھی اس کا اثر پنجاب کے اضلاع راولپنڈی وغیرہ میں بہت ہوا۔ حکیم شاہ نواز ساکن راولپنڈی حضرت مسیح موعودؑ کے پاس آئے۔ اور کہا کہ اس پیر کا فتنہ بہت بڑھ رہا ہے حضور اس کا سدباب کریں۔ اس کے لئے حضور نے اشتہار دیا کہ پیر صاحب سجادہ نشین ہیں اور انکو اتقا کا دعوےٰ ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ فہم قرآن پاکوں کو ملتا ہے پس وہ آئیں اور بالمقابل بیٹھکر قرآن کریم کی کسی سورۃ کی تفسیر عربی زبان میں لکھیں۔ اس کا فیصلہ مولوی محمد حسین وغیرہ کریں۔ کہ کونسی تفسیر اعلیٰ ہے۔ اگر ان کی تفسیر اعلیٰ ثابت ہو۔ تو میں اپنی کتابیں چاک کر ڈالوں گا۔ وغیرہ پیر صاحب نے اشتہار دیا۔ کہ سب شرائط منظور مگر۔ لیکن اس مگر میں سب شرائط کا صفایا کر دیا کہ آپ بحث کریں۔ میری بیعت کرلیں پھر تفسیر نویسی بھی ہوگی۔ جب پیر صاحب کا یہ اشتہار آیا تو میں حضرت اقدسؑ کے پاس بیٹھا تھا۔ حضورؑ نے اس پر بہت افسوس کیا۔ کہ یہ لوگ سیدھی راہ کی طرف نہیں آتے۔

پیر صاحب نے اور یہ چالاکی کی کہ اپنے مریدوں کو لیکر بغیر تصفیہ لاہور پہنچ گئے اور کہا کہ میں آگیا ہوں اور آتے ہوئے راستہ میں عجیب عجیب افواہیں پھیلاتے آئے۔ مفتی محمد صادق صاحب نے ان واقعات کو ایک کتاب میں درج کیا ہے۔ اور تمام اشتہارات متعلقہ کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے۔ "واقعات صحیحہ"۔ حضرتؑ نے تصفیہ کیلئے یہ بھی شائع کیا۔ کہ اچھا میں پہلے تین گھنٹہ اپنے دعوے کے متعلق تقریر کرونگا۔ اور پھر آپ تردید کریں۔ مگر وہ ادھر نہ آیا۔ لیکن حضرت اقدسؑ نے اتمام حجت کے لئے کتاب "اعجاز المسیح" عربی زبان میں لکھی۔ جو ایک معجزہ ہے۔ اور شائع کر دیا۔ کہ کوئی اس کے جواب پر قادر نہ ہو سکیگا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اب چار بجکر ۵ منٹ گذر چکے تھے اسلئے جناب حافظ صاحب کو یہ تقریر نامکمل چھوڑنی پڑی۔ اور اس دن کا آخری اجلاس ختم ہوا۔ فالحمد للہ رب العلمین

اہلحدیث کی تازہ غلط بیانی کی تردید

۳۰ر دسمبر ۱۹۲۱ء کے اہلحدیث میں مباحثہ چک لوہٹ کے بالکل جھوٹے اور غلط واقعات لکھتے ہوئے اس کا نتیجہ یہ بتایا گیا ہے۔ کہ

"دس بارہ آدمی جو مرزائی ہونے والے تھے۔ وہ بچ گئے۔ اور ایک مرزائی مسمی خان محمد نے توبہ بھی کی"۔

یہ پرچہ جلسہ کے ایام میں ہمارے پاس پہنچا۔ جبکہ خان محمد مذکور بذات خود یہاں آیا ہوا تھا۔ اس نے اس کے متعلق جو تحریر دی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حقیقت کیا ہے۔ اور مخالفین کس جرأت سے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ تحریر یہ ہے۔

"اخبار اہلحدیث مجریہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۲۱ء میں میرے متعلق ایک صاحب محمد حسین نام نے مباحثہ چک لوہٹ کی رپورٹ میں یہ لکھکر شائع کرایا ہے۔ کہ میں احمدیت سے مرتد ہو گیا۔ اسکا پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور دوسرا یہ کہ میں اس مباحثہ سے پہلے غیر احمدی تھا۔ اسیوجہ سے روپڑ سے آٹھ علماء جو مباحثہ کیلئے آئے تھے میں انکی خدمت کرتا رہا۔ اور ان کے کھانے پینے اور مکان اور رہائش کے انتظام میں بھی برابر کا شریک اور ممد رہا۔ لیکن مباحثہ میں میں نے جب احمدی مناظر کے دلائل کو زبردست اور صداقت پر مبنی پایا تو نہ صرف میں نے بلکہ میرے ساتھ پانچ اور اشخاص نے اسی مباحثہ کے موقع پر احمدیت کو قبول کیا۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔

305

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

الارشاد

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

اب جبکہ احباب جماعت احمدیہ اپنے اپنے گھروں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیریت پہنچ گئے ہونگے۔ میں انکو ان کے بعض ضروری فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ وہ دلی توجہ اور شوق سے انکو پورا کرینگے۔

جلسہ میں شامل ہونیوالوں کا تحفہ دوسروں کیلئے

(۱) یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہے۔ کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس جاتا ہے۔ تو اپنے احباب اور اقربا کے لئے کوئی ہدیہ اور تحفہ بھی لیجاتا ہے۔ اور یہ ایک مفید دستور ہے بشرطیکہ عقل و دانش سے اسپر عمل کیا جائے۔ اور نہ تو اعتدال کو ترک کیا جائے۔ اور نہ اپنے آپکو بلاوجہ تکلیف میں ڈالا جائے۔ کیونکہ اس دستور کی علت اور سبب اقربا اور احباب کو یہ جتلانا ہوتا ہے کہ باوجود دور رہنے کے اور آنکھوں سے اوجھل ہو جانے کے ہم آپکو بھولے نہیں۔ اور چونکہ علی العموم یہ سمجھا جاتا ہے۔ اور واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ محبت بالعموم آنکھوں میں بھی ہوتی ہے۔ اور دور ہو کر اس کا اثر کم ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کا نقش نہایت گہرا نہ ہو۔ پس جب ایک سفر سے واپس آنیوالا شخص اپنے اقربا اور اعزا کو کوئی تحفہ دیتا ہے۔ خواہ وہ کیسا ہی حقیر اور بے قیمت کیوں نہ ہو۔ تو ان کے دل میں اس شخص کی محبت کا ایک گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص ہم سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ دور دراز علاقوں میں جا کر بھی یہ ہمیں نہیں بھولا۔ اور اس کے دل میں ہماری یاد آنکھوں سے اوجھل ہو کر بھی تازہ رہی۔ پس ان کے دل بھی اسکی محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اور آپس کے تعلقات میں بہت مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ سب کچھ بطور رسم نہ کیا جائے۔ بلکہ واقعہ میں ایسی نیت سے اور خلوص سے کیا جائے۔ جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اور بشرطیکہ دوسرے لوگ بھی اسے محض رسم نہ خیال کریں۔ بلکہ اظہار محبت کا ایک ذریعہ سمجھیں۔ اور تھوڑے اور بہت پر نظر نہ رکھیں۔

اس تمہید کے بعد میں احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جبکہ احباب و اقرباء کے لئے ہدیہ لیجانا باعث زیادتی محبت ہوتا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ ہر جگہ کی بہترین چیز ہی اسجگہ کا تحفہ ہوتی ہے۔ اسلئے انہیں چاہیئے کہ جو کچھ انھوں نے اس جلسہ کے موقعہ پر سنا ہے۔ اسے اپنے احباب کو اور گھر کے لوگوں کو۔ بیوی کو بھی اور بچوں کو بھی۔ اور اگر کوئی اور رشتہ دار پاس رہنے والے ہوں۔ تو انکو بھی سنائیں کیونکہ یہی تحفہ ہے۔ جو وہ قادیان سے لیجا سکتے تھے۔ اس کے سوا ہر چیز باہر مل سکتی ہے۔ اور یہاں سے بہت اچھی مل سکتی ہے۔ مگر یہ ایسی چیز ہے کہ جو یہاں سے باہر بہت ہی کم اور وہ بھی نسبتاً نہایت ادنیٰ ملتی ہے۔ پس اس تحفہ کو اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے سامنے پیش کریں۔ خواہ جلسہ کر کے انہیں اپنے دوستوں کو وہ مضامین جو یہاں سنے ہیں سنائیں۔ اور خواہ فرداً فرداً ملاقاتیں کر کے ان کو ان نعمتوں سے حصہ دیں۔ کیونکہ اس سے بہتر اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

وَنِعْمَ الْهَدِيَّةُ كَلِمَةُ حِكْمَةٍ تَسْمَعُهَا فَتَطْوِي عَلَيْهَا ثُمَّ تَحْمِلُهَا إِلٰى أَخٍ لَكَ مُسْلِمٍ تُعَلِّمُهُ إِيَّاهَا تَعْدِلُ عِبَادَةَ سَنَةٍ

یعنے بہتر سے بہتر تحفہ جو تم اپنے دوستوں کے لئے لے جا سکتے ہو۔ وہ حکمت کی بات ہے۔ جو تم کسی کے منہ سے سنکر لپیٹ لو۔ اور پھر اسے اپنے مسلمان بھائی کے پاس لے جاؤ۔ اور اسے بھی سکھا دو۔ یہ ایک سال کی عبادت کے برابر ہے۔

جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک حکمت کی بات کا اپنے دوستوں کے لئے بطور تحفہ لیجانا اور انہیں سنانا ایک سال کی عبادت کے برابر ٹھہرا دیتے ہیں۔ تو خود سوچ لو۔ کہ اسقدر حکمت کے دریا جو اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر بہا دئے تھے اگر آپ لوگ جمع کر کے لیجائیں۔ اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے آگے بطور تحفہ پیش کریں۔ تو کتنی لمبی عبادت کا ثواب آپکو حاصل ہو گا۔ اگر سو باتیں بھی سنادو تو ایک دو گھنٹہ میں سو سال کی عبادت کا ثواب ملجاتا ہے۔ اور اگر سو آدمی کو سنادو تو دس ہزار سال کی عبادتوں کا ثواب ملجاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کی نیکیاں اسی طرح سے اسے جنت کا وارث بنا دیتی ہیں۔ کہ بعض اعمال سے اسے بہت بڑے بڑے اجر ملجاتے ہیں ورنہ انکی اصل کوششیں تو بہت ہی کم ہوتی ہیں ؂

دیکھو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی عمریں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ کئی لوگوں کی عمریں ان سے بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر باوجود اسکے ان کو اس قدر درجات کس طرح ملجاتے ہیں؟ ان کے درجات کی ترقی کا باعث ان کے خلوص کا وہ عمق ہوتا ہے۔ جو اپنی گہرائی میں دوسرے لوگوں کے تمام اعمال کو لیکر بھی اپنی تہ کا پتہ نہیں لگنے دیتا۔ اور پھر اسی طریق کے اعمال ہوتے ہیں۔ کہ جو گو بظاہر ایک ایک عمل نظر آتے ہیں۔ مگر ہوتے بڑے بڑے ثوابوں کا موجب ہیں۔ پس اگر آپ لوگ نبیوں کا وارث بننا چاہتے ہیں اور ان کے سے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو چاہیئے کہ آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلکر ایسے اعمال کو اختیار کریں۔ کہ جو تھوڑے تھوڑے وقت میں آپکو بہت بڑے ثواب کا مستحق بنا دیں۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ حکمت اور نصیحت کی باتیں سنکر انھیں یاد کر لینا اور دوسروں کو جاکر سنانا بھی ان اعمال میں سے ہے۔ کہ جن کے ذریعہ سے انسان گویا اُڑکر خدا تعالیٰ کے قریب پہنچ جاتا ہے اور اسے ایسے پر ملجاتے ہیں کہ ایک ہی پرواز میں طوبیٰ کی شاخ پر جاکر بسیرا بنا لیتا ہے ؂

میری عادت ہے کہ میں احباب کو اپنے لیکچر سے پہلے نصیحت کر دیا کرتا ہوں کہ جن سے ہو سکے۔ لیکچر کے نوٹ لیں تا کہ جاتے ہی ان کے ذریعہ سے اپنی یاد کو تازہ کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس نصیحت پر عمل کیا ہو گا۔ ان کو اس ثواب سے حصہ لینے میں بہت مدد ملیگی۔ اور خود انکو بھی یہ فائدہ ہو گا کہ دوسروں کے سامنے دہرانے کے خیال سے ایک دفعہ پھر غور کا موقعہ ملیگا اور ایک تو مضمون انکے ذہن نشین ہو جائیگا۔ دوسرے بعض باتیں جو پہلے انکی سمجھ میں اچھی طرح نہیں آئی تھیں انکی سمجھ میں آجائینگی۔ اور ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو انکی زبان سے ہدایت ہو جائے۔ اور اسطرح دائمی ثواب کی ایک نہر اللہ تعالیٰ ان کیلئے جاری کردے۔ جو انکی روحانی ترقی کے کھیت کو ابدالآباد تک سیراب کرتی رہے ؂

حضور شہزادہ ویلز کے لئے تحفہ

دوسری بات جس کی طرف میں احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بیان کیا تھا۔ میرا ارادہ ہے کہ حضور شہزادہ ویلز کی تشریف آوری ہندوستان کے موقعہ پر ہم انکو جماعت کی طرف سے ایک مناسب تحفہ دیں جو انکی شان کے بھی شایان ہو۔ اور ہماری شان کے بھی شایاں ہو۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا تھا وہ تحفہ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم انکے سامنے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں۔ اور حق و صداقت کی انکو دعوت دیں کہ یہ وہ تحفہ ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ ساری دنیا کا کوئی بادشاہ ہو۔ اور عقل و خرد میں اسقدر بڑھا ہوا ہو۔ کہ اپنی بادشاہت کے امور کے تصفیہ کرنے میں اسے دوسرے لوگوں سے مشورہ لینے کی بھی احتیاج نہ ہو۔ اور سب امور کا تصفیہ اپنی عقل سے ہی کر سکتا ہو۔ تو ایسے بادشاہ کے بھی یہ تحفہ شایان شان ہو گا۔ کیونکہ انسان خواہ کسقدر بھی بڑا ہو جائے۔ پھر بھی خدا کا بندہ ہے۔ اور اس کے آگے ایک ادنیٰ چاکر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ پس خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دین سے زیادہ اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ جو ہم ان کے سامنے پیش کریں۔ اور یہی تحفہ پیش کرنے کی میری تجویز ہے ؂

اور اس تحفہ کا پیش کرنا ہماری شان کے بھی شایاں ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے خادم ہیں۔ اور اس کی معرفت کے خزانوں کے محافظ ہیں۔ پس اس عظیم الشان دولت کی موجودگی میں کسی اور قسم کا تحفہ پیش کرنا ہماری شان کے بھی خلاف ہے۔ اور ہمارے لیئے یہی مناسب ہے۔ کہ اس خزانہ میں سے جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں دیا ہے۔ ہم ان کے سامنے ہدیہ پیش کریں۔

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ ضروری ہے۔ کہ یہ تحفہ ایک معقول تعداد کی طرف سے پیش ہو یعنی کم سے کم پچیس ہزار آدمی کی طرف سے پیش ہو تا کہ اسکو نیابت کا درجہ حاصل ہو اور تا کہ جب شہزادہ والا تبار کے سامنے یہ تحفہ رکھا جائے تو یہ خیال ہی ان کو اس تحفہ سے فائدہ اٹھانے پر مجبور کردے کہ میرے باپ کی رعایا کے پچیس ہزار نفوس نے ملکر یہ تحفہ میرے سامنے پیش کیا ہے۔ اور وہ اس خیال سے متاثر ہو کر اس تحفہ کو بہ نظر غائر دیکھیں۔ اور شاید اللہ تعالیٰ ان کے دل کی کھڑکیاں کھولدے اور جس طرح انھیں دنیا کی عزت دی ہے۔ دین کی عزت بھی انھیں دے۔ اور ان کے ذریعہ سے ان کے اہل ملک کو بھی اس چشمہ کی طرف لے آئے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جاری فرمایا تھا۔ اور جس سے پانی پیئے بغیر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کوئی نہیں حاصل کرسکتا۔ خواہ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔

شاید بعض لوگوں کے دلمیں خیال گزرے کہ شہزادہ ویلز بڑے آدمی ہیں اور ایک زبردست بادشاہ کے بیٹے ہیں۔ اور تخت و تاج برطانیہ کے آئندہ وارث ہیں۔ وہ بھلا ان باتوں کی طرف کب توجہ کرینگے سو ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارا کام تو پہنچا دینا ہے۔ آگے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ اگر وہ قبول کرینگے تو ان کے لئے مفید و بابرکت ہوگا۔ اور اگر توجہ نہ کرینگے۔ تو بھی ہم اللہ تعالےٰ کے حضور میں یہ عرض کرنے کے قابل ہونگے۔ کہ ہم نے تیرا پیغام ہر شخص کو پہنچا دیا تھا۔ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال ہی درست نہیں ہے۔ کہ وہ بڑے آدمی ہیں۔ ان پر ان باتوں کا کیا اثر ہوگا۔ کیونکہ کوئی خواہ کتنا بھی بڑا ہو جائے انسانی دائرہ سے باہر نہیں نکل جاتا جس طرح غریب آدمیوں کو بھوک پیاس لگتی ہے۔ امیروں اور بادشاہوں کو بھی لگتی ہے۔ اور جس طرح کمزور و ناتوان لوگ سونے اور آرام کرنے کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور جس طرح مساکین خوشی اور رنج محسوس کرتے ہیں۔ جبابرہ اور اکابر بھی محسوس کرتے ہیں۔ انکی بادشاہتیں اور سلطنتیں ان کو دلوں سے محروم نہیں کردیتیں۔ پس کیا تعجب ہے کہ شاہزادہ ویلز کے دل پر اسلام کی صداقت کا اثر ہو۔ اور اگر وہ ظاہری نہیں تو دلمیں اسلام کی سچائی کے قائل ہو جائیں۔ جیسا کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے قیصر روم۔ جسکی حکومت بھی انہی اصول پر تھی جن اصول پر کہ آج برطانیہ کی حکومت قائم ہے اسلام کی تعلیم سنکر دل سے اس کی صداقت کا قائل ہو گیا تھا۔ گو اس کے اظہار کی اسے توفیق عطا نہیں ہوئی۔ پس ہمارا شہزادہ ویلز کی خدمت میں اس تحفہ لاثانی کا پیش کرنا صرف ایک رسم کے طور پر ہی نہیں اور نہ محض بطور تبلیغ ہے بلکہ ہمیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے ان کے دلمیں ایمان کی ایک چنگاری سلگادے جو کسی وقت دنیا کی آلائشوں کو راکھ کر کے ان کے دلمیں محبت الٰہی کی آگ بھڑکا دے۔ اور ان کی نظروں میں دنیا کی بادشاہت اللہ تعالےٰ کے رسول کی غلامی کے آگے ایک حقیر اور بے قیمت چیز نظر آنے لگے۔

غرض اس تحفہ کا پیش ہونا ایک ضروری [illegible] کے لئے جیسا میں جلسہ پر اعلان کرچکا ہوں۔ میں نے ہر شخص سے ایک آنہ کے پیسہ وصول کیئے جانے کی تجویز کی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ کم سے کم پچیس ہزار آدمی کی طرف سے یہ تحفہ پیش ہو۔ گو اس سے زیادہ لوگ اسمیں شامل ہوں تو اور بھی اچھا ہے مگر وقت کی تنگی کے خیال سے میں نے پچیس ہزار کو ہی کافی سمجھا ہے۔ پس چاہیئے کہ جس جس شخص کے پاس یہ اعلان پہنچے وہ اگر کسی انجمن کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے تو ایک آنہ فی کس اپنی جگہہ کے احمدیوں سے لیکر فوراً قادیان بھجوا دیں۔ اور منی آرڈر پر لکھدیں کہ یہ رقم شاہزادہ ویلز کی خدمت میں پیش ہونیوالے تحفہ کیلئے ہے۔ اور جہاں جہاں باقاعدہ جماعتیں ہیں وہاں کے سیکرٹری فوراً اس اعلان کے پہنچتے ہی اپنی جماعتوں کیطرف سے ایک آنہ فی کس کے حساب سے چندہ اس کام کیلئے بھجوا دیں۔ اور دیر نہ کریں۔ کہ وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے۔

احباب کو یہ بھی یاد رہے کہ چندہ لیتے وقت دریافت کرلیں کہ آیا کوئی صاحب قادیان میں تو چندہ نہیں دے چکے۔ دوبارہ چندہ کسی سے نہ لیا جائے۔ اور نہ ایک آنہ فی کس سے زیادہ وصول کیا جائے۔ اگر کوئی صاحب اپنی خوشی سے زیادہ

دینا بھی چاہیں تب بھی ایک آنہ فی کس سے زیادہ نہ لیا جائے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس تحفہ میں ہمارے امیر اور غریب کا یکساں حصہ ہو۔ تاکہ ایک تو اس تحفہ کو یہ حیثیت حاصل ہو کہ یہ کسی ایک دولتمند آدمی کی طرف سے نہیں ہے بلکہ ملک معظم کی رعایا کے ہزارہا افراد کی طرف سے ہے۔ دوسرے یہ ظاہر ہو کہ جس شہنشاہ کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔ اوس کی نظر میں امیر اور غریب یکساں ہیں۔ اور تیسرے اس امر کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ حضور شاہزادہ ویلز کی نظروں میں بسبب ولی عہد ہونے کے امیر و غریب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ احباب فوراً اس کام کو تکمیل تک پہنچانیکی کوشش فرمائینگے۔ اور بہت جلد اپنے اپنے مقامات کے چندہ بھجواوینگے۔ تاکہ اس کتاب کے چھپنے تک جو بطور تحفہ بھجوائی جائیگی۔ ایک معقول تعداد چندہ دہندوں کی پہنچ جائے۔ اور اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر اس تعداد کا ذکر کر دیا جائے۔

بیت المال کے لئے قرض کی تحریک

تیسری بات جس کی طرف احباب کو میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں نے جلسۂ سالانہ پر اعلان کیا تھا کہ ہر زمیندار جس کے پاس ایک مربع زمین کا ہے فی مربع ایک سو روپیہ بطور قرض فوراً ضروریات سلسلہ کے چلانے کے لئے ادا کرے اور یہ رقم ایک سال سے دو سال تک کے عرصہ میں واپس ادا کی جائیگی۔ انشاء اللہ۔ اور اسیطرح جن علاقوں میں مربعوں کے رنگ میں زمینوں کی تقسیم نہیں ہوتی وہ لوگ فی تیس گھماؤں زمین چاہی پر ایک سو اور فی پچاس ایکڑ زمین بارانی میں ایک سو روپیہ بطور قرض بیت المال میں داخل کر دیں۔

جو لوگ ملازم یا تاجر ہیں ان کو چاہیئے کہ جس کی آمد ایک سو سے لیکر دو سو روپیہ ماہوار تک ہے۔ وہ ایک سو روپیہ۔ اور جس کی اس سے زیادہ ہے وہ دو سو روپیہ ماہوار سے اوپر فی ایک سو روپیہ کی آمد پر ایک سو روپیہ کے حساب سے رقم بیت المال میں بطور قرض ادا کرے۔ یہ رقوم بھی اسی طرح ایک سال سے دو سال تک ادا ہو نگی۔ ان لوگوں کے سوا جو اور لوگ اس کام میں حصہ لینا چاہیں وہ بھی حصہ لے سکتے ہیں۔

امیروں اور پریزیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کو چاہیئے کہ فوراً اس ہدایت کے ماتحت اپنے اپنے علاقوں سے رقوم جمع کر کے مع اسماء قرض دہندگان بیت المال میں روپیہ روانہ کر دیں اور ہرگز تاخیر سے کام نہ لیں۔

میں جلسہ کے موقع پر بتا چکا ہوں کہ اس قرض میں بھی ایک حکمت ہے۔ اور اس رقم کو میں بطور قرض ہی لینا پسند کرتا ہوں۔

مگر ساتھ ہی میں ان لوگوں کو جو اس وقت تک دوسرے بھائیوں کے برابر چندہ دینے سے معذور رہے ہیں۔ یا انہوں نے بالکل ہی غفلت سے کام لیا ہے۔ اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بہت جلد اپنی غفلت کو دور کرکے اس بوجھ کو جو صرف ان کے چند بھائی اٹھائے ہوئے ہیں۔ اپنے سر و نپر اٹھانے کی کوشش کریں۔ تا ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ اخیر آسمان سے کوئی ایسا بوجھ نازل کرے۔ جس کے اٹھا سکنے کی انہیں بالکل ہی طاقت نہ ہو۔

اسلام کی حالت نازک ہے۔ اور ہمیں سخت قربانیوں کے ساتھ اس کام کو چلانا ہے۔ جو ہمارے سپرد ہوا ہے۔ پس سستی اور غفلت کو ترک کر دو۔ اور آنکھیں ملنی چھوڑ دو اب کام کرنے کا وقت ہے۔ آرام کا وقت بعد میں آنیوالا ہے۔ اگر آج کام کرو گے تو ایسے لمبے زمانہ تک آرام پاؤ گے کہ جو ختم ہی نہ ہوگا۔ اور اس قدر آرام پاؤ گے کہ جو تمہارے وہموں میں بھی نہیں ہے۔ اے امراء کے گروہ خدا کے حکم کی بجا آوری اور اس کے دین کی خدمت کی ذمہ واری سے تو بھی آزاد نہیں۔ اور اے فاقہ زدہ فقیرو اپنے مولا کے نام کی اشاعت کی ماموریت سے تم بھی باہر نہیں ہو۔ پس اٹھو اور اپنے کام میں لگ جاؤ۔ تمہاری زمینیں اور تمہارا مال سب یہیں رہ جائیگا۔ صرف وہی تمہارے ساتھ جائیگا۔ جسے آج تم اپنے ہاتھوں سے خدا کی راہ میں دے جاؤ گے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی (قادیان) ۵ رجنوری ۱۹۲۲ء

نوٹ۔ جس جس جگہ یہ اشتہار پہنچے وہاں کی جماعتوں میں اس کا مضمون پڑھکر سنا دیا جائے۔ اور جماعت میں پوری طرح اشاعت کی جائے

اشتہارات

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر)

یا الہٰی خیر — اصلی ممیرا اور احمدیہ کا سرمہ — یا الہٰی خیر

اصلی ممیرا۔ بصدقہ مسیح موعودؑ اور خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحبؓ خلیفہ حضرت صاحب نے سرمہ بتایا اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ ککروں کیلئے ابتدائی موتیا بند جالا۔ پھولا۔ پڑبال کے لئے بہت مفید ہے۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ اور آنکھوں کی بینائی کمزور ہو۔ آنکھیں سرخ رہتی ہوں۔ بہت مفید و مجرب ہے۔ میرا خود بھی کئی سالوں سے تجربہ ہے۔ کہ بہت مفید ہے۔ لہذا اس کے مفید ہونے پر چند قادیان کے باشندوں کی گواہیاں باہر کے لوگوں کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔

۱۔ میں نے جناب سید احمد نور صاحب احمدی کا سرمہ آزمایا اور بفضل خدا بہت ہی بہتر پایا۔ پچھلے دنوں میں میری آنکھیں بہت دکھنے لگیں۔ اور تکلیف بھی ہوگئی جس پر مکرمی جناب حکیم مولوی غلام محمد احمد صاحب کے مشورہ سے اور حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی ہدایت کی بنا پر میں نے دو تین روز سید صاحب کا سرمہ آنکھوں میں لگایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بکلی صحت پائی نیز حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہوگئی تھیں میں نے سید صاحب موصوف کا سرمہ لیکر بھجوایا جس سے ان کو غیر معمولی فائدہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے بہتوں کیلئے شفا کا موجب بناوے خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی مولوی فاضل و منشی فاضل از قادیان

۲۔ میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا جس کو میں نے بہت مفید پایا۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا۔ سب نے اس کی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ ہے اور قابل قدر ہے۔ خاکسار عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان

۳۔ میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ایک ہفتہ استعمال کیا ہے۔ میری آنکھوں میں ککرے تھے۔ بہت تکلیف رہتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک سال متواتر کاسٹک لگانے کا حکم دیا تھا لیکن وہ تو پورا نہ کرسکا۔ احمد نور صاحب کابلی کے سرمہ سے میری آنکھیں بالکل ٹھیک اور صحیح ہوگئیں۔ سو میں عرض کرتا ہوں کہ جس کی آنکھوں میں ککرے ہوں۔ اس سرمہ کو ضرور استعمال کرکے فائدہ اٹھائے

خاکسار ایجنٹ نور محمد ولد عبداللہ مرحوم

۴۔ میری آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا تھا۔ اور دھوپ کی چمک بہت سخت لگتی تھی۔ آنکھوں میں ہر وقت سرخی رہتی تھی نظر کمزور تھی سا احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ہفتہ لگایا بفضل تعالیٰ بالکل اچھا ہوگیا۔ اور نظر کامل ہوگئی۔ سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔

خاکسار شیراتی دربان خلیفہ ثانی

شہید مرحوم کے چشم دید واقعات چھپ گئے ہیں شائقین ۳ ٹکٹ لفافہ میں بند کرکے ایک کاپی منگوا سکتے ہیں۔ اور دو یا تین سے زیادہ نسخہ کے لئے وی پی بھیجی جا سکتی ہے۔ اس کتاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد ہے۔ فرماتے ہیں کہ سید احمد نور صاحب نے حضرت مولوی عبداللطیف مرحوم کے حالات لکھے ہیں۔ جن سے احمدیت پر ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اور یہ ایسی کتاب ہے کہ چاہیئے اس کو ہر شخص پڑھے۔ اور اپنے ایمان میں ترقی کرے ۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان

لاہور میں احمدیوں کی ایک نئی دکان

خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہم نے حال ہی میں ایک دکان واقعہ میکلوڈ روڈ (نزد قلعہ گوجر سنگھ) کھولی ہے۔ جس میں ہر قسم کا انگریزی مال رکھا گیا ہے۔ اس وقت ہمارے پاس چمڑے کے قیمتی سوٹ کیس۔ ریشمی رومال۔ گرم موزہ۔ تولیہ پٹیاں۔ چھتریاں۔ رگ کمبل۔ ٹائیاں۔ ایلومینیم کے برتن۔ قمیصوں کا کپڑا موجود ہے۔

یہ سب مال لنڈن کا بنا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے جرمن کی مشہور سلائی کی مشین بھی جرمن سے منگوائی ہیں۔ جن کی قیمت صرف ایکسٹھ روپیہ ہے۔ ڈھکنے کی قیمت دس روپیہ علیحدہ ایک سے زیادہ کے خریدار کو خاص رعایت کی جاویگی۔ نیز کسی دوست نے لنڈن یا جرمنی یا فرانس وغیرہ سے کسی قسم کا مال بھی منگوانا ہو۔ تو ہماری معرفت منگوایا جا سکتا ہے۔ نمونہ اور فہرستیں ہماری دوکان پر ہر وقت دیکھی جا سکتی ہیں۔

المشتہر

محمد نواز خاں منیجر۔ دی برٹش امپورٹ ایجنسی ۹ منکلوڈ روڈ۔ لاہور

خاص موقعہ سے احباب فائدہ اٹھائیں

موجودہ وقت میں میرے ذریعہ سے مندرجہ ذیل اشیاء قیمت سابقہ کی نسبت کفایت قیمت پر روانہ ہو سکتی ہیں۔

یارقندی نمدے۔ پٹو۔ لوئیاں۔ زنانہ چادریں دھسے۔ ہر قسم کے گرم کپڑے۔ یہ تمام چیزیں مختلف قسم اور مختلف قیمت ہیں۔ کستوری فی تولہ ۹ زعفران فی تولہ ... ست سلاجیت فی سیر ... ممیرا چینی فی تولہ ... علاوہ محصول ڈاک لیکن آرڈر کے ساتھ کچھ پیشگی رقم کا آنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے

المشتہر۔ محمد اسمٰعیل احمدی سیلانگ ایجنسی بینہ کدل سرینگر کشمیر

احباب یاد رکھیں

اور خوب نوٹ کرلیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ اور حضرت اقدس کی کتابیں مثلاً براہین احمدیہ چہار جلد اور تحفہ گولڑویہ خطبہ الہامیہ۔ اربعین۔ ست بچن۔ نورالحق ہر دو حصہ لجۃ النور ۳ چشمہ معرفت۔ نسیم دعوت۔ قصائد احمدیہ آئینہ حق نما۔ برکات خلافت۔ تحفۃ الملوک۔ الوصیت سرمہ چشم آریہ۔ اسلامی اصول کی فلاسفی اردو یا انگریزی مجلد غیر مجلد۔ خاتم النبیین۔ حیات النبی۔ خطبات محمود ملائکۃ اللہ۔ تقدیر الہٰی۔ عرفان الہٰی۔ تنویر الابصار۔ نعم الوکیل۔ التشریح الصحیح۔ مباحثہ سرگودھا۔ نماز احمدی پسندیدہ حضرت خلیفۃ المسیح۔ جھوک مہدی۔ مرزا مہدی درس القرآن۔ ترک موالات اردو۔ انگریزی۔ حمائل شریف مترجم شاہ رفیع الدین صاحب صرف وغیرہ نیز فہرست کتب

نصیرت قادیان سے طلب کریں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور فائدہ خلق اللہ کے لئے اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ ہر انسان حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کا وہ مجرب المجرب نسخہ پورے طور پر تیار کیا ہے جس سے کئی گھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ یہ وہ گھر ہیں۔ جو اسقاط حمل کی وجہ سے یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے یا جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر راہ دار البقاء لیتے تھے۔ یا جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی گھر بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی خدا پر بھروسہ رکھیں اور ان گولیوں کا استعمال کرائیں۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کریں۔ ان کے فوائد کے لحاظ سے قیمت بہت کم ہے۔ تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھائے

قیمت فی تولہ (عہ)

چند سارٹیفکیٹ بھی ہدیہ ناظرین ہیں ٭

مکرم محمد اسفندیار خانصاحب منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں۔ جناب من السلام علیکم آپ سے ایک شیشی اکسیر جنین خزینہ فضل منگوائی از حد فائدہ ہوا۔ ایک شیشی اور مرحمت فرما دیں عین نوازش ہوگی۔

جناب غلام فرید صاحب ٹھیکیدار ضلع گورداسپور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آپ سے مرض اٹھرا کی گولیاں لی تھیں چونکہ میرے گھر میں وہ بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اس لئے متکلف ہوں کہ فی الحال اتنی قدر گولیاں بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔ پھر خود کسی وقت حاضر خدمت ہو کر کثیر مقدار میں آپ سے لے آؤنگا۔

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب جرّاح قادیان یہ گولیاں اکسیر جنین ایسی مجرب ہیں کہ میں اپنے گھر میں ہمیشہ استعمال کرتا رہا ہوں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میرے تین لڑکے موجود ہیں۔ یہ گولیاں اٹھرا کی بیماری کیلئے خدا کے فضل سے مفید و بابرکت ہیں۔ میں نے اور کئی لوگوں پر استعمال کرایا جو کہ اٹھرا کی بیماری میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکو بھی آرام ہو گیا۔ میرے خیال میں یہ گولیاں ہر طرح سے بے مثل ہیں۔ انکی ثانی کوئی دوائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان گولیوں میں برکت دے۔ اور اپنی مخلوق کیلئے بابرکت کرے۔ آمین۔

مکرم معظم حکیم مولوی غلام محمد صاحب امرتسری شاگرد حضرت ممدوح تحریر فرماتے ہیں۔ حب اکسیر جنین بفضلہ تعالیٰ بہت ہی نفع مند و مفید ہے۔ حضرت استادی المکرم خلیفہ اول نورالدین کی معمولی و مجربات میں سے بیشک لغو دوائی ہے حضرت مرحوم سے خاکسار نے ان حبوب اکسیر جنین کے متعلق جو سنا ہے۔ خاکسار کے تجربہ میں اسی طرح آیا ہے۔ وہ شہادت بالا سطور میں تحریر کر دی ہے۔ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کے حاجتمندوں کو مستفیض فرمائے۔

جناب مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے بہت سے مریضوں کو حب اکسیر جنین منگوا کر استعمال کرائی ہیں۔ جو کہ مرض اٹھرا کے لئے بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید و موثر ثابت ہوئی ہیں۔ لہذا میں اس تجربہ کی بنا پر شہادت دیتا ہوں کہ اس مرض کیلئے جو استعمال کریگا۔ انشاء اللہ فائدہ اٹھائیگا ٭

مکرم معظم قاضی اکمل صاحب گولیکی ضلع گجرات کی شہادت۔ یہ گولیاں (حب اکسیر جنین) میں نے اپنے ایک عزیز کو بھجوائی تھیں جس کے گھر میں سقاط کی بیماری تھی۔ الحمد للہ یہ شکایت رفع ہو گئی۔ یوں بھی مجربات حضرت حکیم الامت کسی قسم کی سند تصدیق سے مستغنی ہیں۔ اکمل عفا اللہ عنہ

حضرت مولوی حکیم قطب الدین صاحب کی شہادت حب اکسیر جنین میں نے بھی علاج مولوی نورالدین ... کے تجربہ کیا۔ بہت مفید ہے ٭

جناب مکرم فرما حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب تحریر فرماتے ہیں حب اکسیر جنین بیشک اٹھرا کی مرض میں اکسیر ہے۔ بشرطیکہ صحیح اجزا سے مکمل ہو۔ صرف میں نے ہی اسکو اکسیر نہیں پایا بلکہ حضرت خلیفہ نورالدین اعظم بھی اسکو اکسیر ہی کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ الٰہی لوگوں کو اس سے نفع پہنچے ٭

نظام جان عبد الرحمٰن کاغانی منیجر کارخانہ ہمدرد بیماران۔ قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

(باہتمام ... قادیان ... مالکان کیلئے ... ہوا)